مطالعات
و
تعلیقات

از :۔ قاضی اطہر مبارک پوری

اپنے حق میں بددُعا نہ کرو :۔ مشہور صحابی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

"تم لوگ اپنے اوپر بددعا نہ کرو، اور اپنی اولاد پر بددعا نہ کرو، اور اپنے مال و دولت پر بددعا نہ کرو، ان بددعاؤں میں کوئی ایسی گھڑی نہ ہو کہ اللہ سے کوئی بات طلب کی جائے اور وہ پوری کر دے" لے

جس طرح دعا کرنے کی تاکید آئی ہے، اسی طرح بددعا کرنے سے سختی سے روکا گیا ہے، دعا کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ سے بھلائی طلب کرنا، اور بددعا کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ سے خرابی طلب کرنا، اس سے خیر و خوبی کی خواہش و طلب کرنی چاہیئے، اور خرابی نہیں مانگنی چاہیئے، پھر اپنے لئے، اپنی اولاد کے لئے، اپنے مال و دولت اور روزی و روزگار کے لئے بددعا کرنا اور بھی بُرا ہے، وقت وقت کی بات ہوتی ہے، کب منہ سے کوئی خراب جملہ نکل جائے اور اللہ تعالیٰ اس سن لے، اگر ایسا ہو گیا تو پھر خیر نہیں ہو گی، اور زندگی بھر اپنی بددعا اپنے اوپر لعنت بنکر سوار رہیگی

لے مسلم شریف

آدمی کی اپنی ذات، اپنی آل اولاد اور اپنی روزی اس کے چلنے کے سہارے ہوتے ہیں، ان کے بارے میں ہمیشہ اچھی دعا کرنی چاہیئے، اور ان کی بد خواہی زندگی سے بُری طرح فرار اور گریز ہے، باقی رہا کبھی حالات کی ناسازگاری کا ہونا، اولاد کا بھٹک جانا، روزی روزگار میں نقصان ہونا تو یہ باتیں زندگی میں کبھی کبھی آتی رہتی ہیں، ان سے گھبرا کر ایسا سخت اقدام نہیں کرنا چاہیئے۔ بہت سے جلد باز اور تنگ ظرف لوگ معمولی معمولی باتوں پر منہ سے برے الفاظ نکالتے رہتے ہیں۔ اپنے اوپر لعنت بھیجتے ہیں، اولاد کے حق میں بد زبانی کرتے ہیں۔ اور کام دھندے کو برا بھلا کہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو ڈرنا چاہیئے کہ کبھی یہ بد خواہی ان پر لگ نہ جائے اور اللہ تعالیٰ ان کی بد دعا ان کے حق میں سُن لے کیوں کہ ایسی بد دعائیں لگ جاتی ہیں۔ مسلمان کو ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے اچھی امید رکھنی چاہیئے اور کسی حال میں نا امید نہیں ہونا چاہیئے، دنیا میں خوشی و خرم جینے کا راز اسی میں ہے۔

انسانی جنت کا نقشہ :-

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے منادی اور اعلانچی کو سنا ہے وہ پکار رہا تھا کہ اے لوگو! صبح سویرے آکر اپنے وظائف لے لو، اور لوگ صبح کو جا کر اپنے پورے وظائف نہایت آسانی سے وصول کر لیتے تھے، وہ پکارتا تھا اے لوگو! صبح سویرے آکر اپنے اپنے غلّے لیجاؤ اور لوگ صبح جا کر اپنے پورے غلّے لیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ واللہ میں نے اپنے ان ہی دونوں کانوں سے اسے یہی پکارتے ہوئے سُنا ہے کہ اے لوگو! صبح آکر اپنے اپنے کپڑے لیجاؤ اور لوگ آکر اپنے جوڑے لیجاتے تھے، اسی طرح گھی اور شہد کی تقسیم کے لئے اسے پکارتے ہوئے سنا ہے، اس زمانہ میں حال یہ تھا کہ

ارزاق دارّۃ، وخیر کثیر، وذات بینٍ حسنٌ، ما علی الارض مومن یخاف مومناً الا یودہ وینصرہ ویالفہ ۔

روزی اترتی رہتی تھی، نیکی عام تھی، باہمی تعلقات خوشگوار تھے، روئے زمین پر کوئی مسلمان کسی مسلمان سے خوف نہیں کرتا تھا، بلکہ اس کی دوستی کر کے مدد کرتا تھا اور اس کو محبت رکھتا تھا۔

رزق و معیشت کی اس فراوانی، سامانِ زندگی کی اس بہتات و آسانی، امن و امان اور بے خوفی کی اس بحالی، اور انسانیت کی اس جنت کا حال سنکر آج کس کے منہ میں پانی نہیں بھر آئے گا۔ اور کون نہیں چاہے گا کہ اس جنت میں رہ کر دنیا کی حیات چندروزہ کو امن چین سے بسر کرے۔ مگر یہ معلوم رہے کہ یہ اسلامی خلافت کے حسن انتظام اور عدل و مساوات کی حکمرانی کے دور کی بات ہے، یہ دور آج کے نظام حکومت میں نہیں آسکتا جس میں

ہر حال میں اور ہر نام پر شخصی اور جماعتی مفاد مقدم رکھا جاتا ہے اور انسانیت کی خدمت ایک خوبصورت سا بے معنی جملہ سمجھا جاتا ہے۔

انسانیت کے لئے اسلام کا منصوبہ :-

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے ربعی بن عامر رضی اللہ عنہ کو ایرانی فوج کے جرنیل رُستم کے پاس اس کی دعوت پر اپنا نمایندہ بنا کر بھیجا، ربعی بن عامر رضی اللہ عنہ اپنے چھوٹے گھوڑے، بھدّی ڈھال اور موٹے کپڑے کے ساتھ رستم کے یہاں پہونچے، اس وقت رستم کے ارد گرد اس کی فوجیں جمع تھیں، اس نے حضرت ربعی بن عامر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا، آپ کون لوگ ہیں، ہمارے ملک ایران کی طرف کیوں آئے ہیں؟ حضرت ربعیؓ نے بلند آواز میں جواب دیا۔

نحن قومٌ ابتعثنا اللہُ لنخرج من شاء من عباد ۃ العباد الی عبادۃ اللہ وحدہٗ ومن ضیق الدنیا الی سعتها ومن جور الادیان الی عدل الاسلام ۔

ہم وہ قوم ہیں جسے اللہ نے اس لئے برپا کیا ہے کہ ہم اللہ کی مرضی و مشیت سے لوگوں کو بندوں کی عبادت سے نکال کر صرف ایک اللہ کی عبادت کی طرف لیجائیں اور دنیا کی تنگی سے نکال کر اس کی وسعت میں ڈال دیں اور مذاہب کے ظلم سے نکال کر اسلام کے عدل و انصاف کی دنیا میں آباد کریں۔

یہ پہلا دن تھا جب ایران کے قدیم عجمی نظام حکومت کے مقابلہ میں اسلامی خلافت کا منصوبہ پیش کر کے مسلمان فاتحوں نے عجم میں اپنا تعارف کرایا۔ یہ عہد فاروقی کا واقعہ ہے اس کے بعد دنیا نے عہد عثمانی میں اسلامی عدل و انصاف کی بدولت دنیا کی تنگی سے نکل کر اس کی وسعت میں داخل ہونے کا وہ نقشہ دیکھا جسے حسن بصری نے بیان کیا ہے۔

موقع محل کی بات :-

عربی کے مشہور منچلے ادیب شاعر ابوالحسین ابن بزہان۔۔۔ ایک مرتبہ اپنے ایک دوست کی عیادت کے لئے گیا۔ اور اس سے دریافت کیا کہ تم کو کیا مرض لاحق ہو گیا ہے اس نے کہا کہ کیا بتاؤں میرے دونوں گھٹنوں میں درد ہونے لگا ہے، یہ سنکر ابوالحسین نے کہا کہ اموی دور کے مشہور عرب شاعر جریر نے ایک شعر کہا ہے، مجھے اس کا پہلا مصرعہ تو یاد نہیں ہے البتہ آخری مصرعہ یہ ہے۔

ولیس لداء الرکبتین طبیب

گھٹنوں کی بیماری کے لئے طبیب نہیں ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ۔

یعنی شکر ہے اس اللہ کا جس نے ہمیں موت دینے کے بعد زندگی دی، اور ہمیں اس کے پاس جانا ہے۔

ایک صحابی حضرت صخر غامدی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لِاُمَّتِیْ فِیْ بُکُوْرِھَا۔ اے اللہ! میری امت کو اس صبح سویرے میں خیر و برکت دے۔

اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب کوئی فوج کہیں روانہ فرماتے تو دن کے پہلے حصہ میں روانہ فرماتے۔
اور خود حضرت صخر غامدیؓ جو ایک کامیاب تاجر تھے، اپنا سامان تجارت دن کے پہلے ہی حصہ میں خرید و فروخت کے لئے بھیجا کرتے تھے، جس کی وجہ سے وہ بہت بڑے مالدار بن گئے۔ ؎۱

پس آپ بھی صبح سویرے اٹھئے، اللہ کی عبادت کیجئے، اور خیر و برکت کے اس وقت میں جلد سے جلد اپنے کام دھندے سے لگ جائیے۔ منحوس کی طرح دن نکلنے تک سوئے رہنا اور بدبختوں کی طرح صبح کے خیر و برکت کے وقت کو ضائع کر کے کام دھندے کے لئے نکلنا باعث برکت نہیں ہو سکتا۔ اور ایسے آدمی کی حرکت میں برکت کا امکان نہیں ہے ایسے کام کا بدلہ تو ملے گا مگر اس میں خیر و برکت نہیں ہوگی۔ ؎

صبح دم صحرا کو چل دے مجنوں
شام کا انتظار کون کرے

طبیب ابوبکر رازیؒ:- عباسی دور خلافت کا مشہور طبیب ابوبکر رازی بغدادی متوفی ۳۱۱ھ (۹۲۳ء) اپنے زمانہ میں فن طب و حکمت میں پوری دنیا میں لاثانی تھا۔ اس کی تصنیفات کی تعداد دو سو کتابوں تک پہنچتی ہے جن میں تقریباً نصف کتابیں فن طب میں ہیں، اس کی ایک کتاب جو چیچک اور خسرہ کے موضوع پر ہے یورپ کی مختلف زبانوں میں ترجمہ ہو کر ۱۴۹۸ء سے لیکر ۱۸۶۶ء تک چالیس بار چھپ چکی ہے اور معلوم نہیں کہ یورپ کے اطباء کے نزدیک اس مقبول ترین کا ہر ایڈیشن کتنے ہزار اور لاکھ پر مشتمل ہوا کرتا تھا۔

ابوبکر رازی نے خلیفہ مقتدر باللہ کا زمانہ پایا جو کہ ۲۹۵ھ سے ۳۲۰ھ تک خلیفہ رہا۔ اس کے زمانہ میں بغداد علم و حکمت کا گہوارہ تھا۔ علماء، فقہاء، محدثین، شعراء، ادباء، اطباء اور حکماء الغرض ہر علم و فن کے مشاہیر علم

؎۱ ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ بحوالہ فضائل الاعمال ص۱۰۱ و ۱۰۲

بغداد میں موجود تھے اطباء میں ہر مرض کے علاج کے جامع بھی تھے اور ایک ایک فن کے متخصص بھی تھے۔ جراح آپریشن میں ماہر تھے، فاصد فصد کھولنے میں اور رگ سے فاسد خون نکالنے میں کامل تھے۔ کحال آنکھ کی جملہ بیماریوں میں متخصص تھے، اسنانی دانت کے بارے میں مشہور تھے، اور بعض اطباء صرف زنانہ امراض پر خاص تھے۔ ان ہی میں طبیب ابوبکر رازی بھی تھے، اور اس کی پیدائش طہران کے قریب مقام رے میں (سنہ ۲۳۶ھ [illegible]) کے حدود میں ہوئی۔ اس نے اس زمانہ کے مرکز علم و فن بغداد جا کر طب حاصل کیا، اور طریقہ علاج میں مہارت حاصل کی۔ بغداد میں اس زمانہ میں رومی طریقہ علاج، ہندی طریقہ علاج، اور ایرانی طریقہ علاج کا رواج تھا۔ جمال الدین قفطی نے لکھا ہے کہ رازی نے رے کے شفاخانہ کی صدارت کی، پھر بغداد کے بیمارستان میں صدر رہا۔ اور پوری اسلامی حکومت کا بڑا شہرت یافتہ طبیب خاص تھا۔

اس کی بہترین تصنیفات میں کتاب الحاوی سب سے عظیم الشان تھی جس میں رومی، ہندی، ایرانی علاج کے ساتھ ساتھ خود رازی کا طریقہ علاج بھی تھا۔ یہ بیس جلدوں میں تھی۔ فن طب پر شاید اس سے ضخیم جامع اور مفصل کتاب آج تک نہیں لکھی گئی مگر یہاں تک بتایا جا سکتا ہے کہ اس عظیم کتاب کی عربی والی صرف دس جلدیں اب تک دستیاب ہو سکی ہیں اس کا ترجمہ لاطینی زبان میں شارل اول کے حکم سے فرج بن سالم یہودی نے کیا تھا۔ ۱۲۷۹ء میں اس کے ترجمہ سے فارغ ہوا۔ اس کے بعد سے یورپ میں اس کی نقلیں ہوتی رہیں، یہاں تک کہ جب پریس کا زمانہ آیا تو ۱۴۸۶ء اور ۱۵۴۲ء کے درمیان اس کے پانچ ایڈیشن شائع ہوئے۔ جن پر زر کثیر خرچ کیا گیا۔ نیز اس کے مختلف حصے مختلف زبانوں میں مختلف اوقات میں چھاپے گئے۔ اس کتاب نے یورپ کے علم طب پر اتنا اثر کیا ہے کہ آج کے مغربی فن طب میں اس کا رنگ نمایاں طور پر معلوم ہوتا ہے۔

رازی کی دوسری اہم کتاب گردہ اور مثانہ کی پتھری کے بارے میں ہے، اسی طرح اس کی ایک کتاب چیچک پر ہے۔ جو مغربی زبانوں میں ترجمہ ہو چکی ہے۔ اور ۱۴۹۸ء سے ۱۸۶۶ء تک اس کے چالیس ایڈیشن نکل چکے ہیں۔ اس کی تصنیفات میں کتاب فی الطب الروحانی، کتاب فی الاسباب الممیلة لقلوب الناس عن افاضل الاطباء الی اخسّائهم یعنی اس سبب کے بیان میں جو لوگوں کے دلوں کو فاضل اطباء سے ہٹا کر خسیس اور رذیل اطباء کی طرف لے جاتے ہیں.... کتاب [illegible]، اس میں بتایا ہے کہ مریضوں کی بعض خواہش کی چیزوں کو کس انداز میں دیا جائے۔ کتاب فی ان الطبیب الحاذق، اس میں دکھایا ہے طبیب حاذق بھی تمام بیماریوں کے اچھا کرنے پر قادر نہیں ہے۔ اور ایک کتاب اس بیان پر ہے کہ کس وجہ سے شہروں اور آبادیوں میں عالم اطباء کے مقابلہ جاہل اطباء زیادہ ہو گئے ہیں۔

رازی ابتداء میں بہترین موسیقار تھا اور فن غناء میں بڑی شہرت رکھتا تھا۔ مگر یہ فن بچپن سے لیکر

شروع جوانی تک باقی رہا۔ جب داڑھی مونچھ نکل آئی تو یہ کہہ کر اسے چھوڑ دیا کہ

ان الغناء الذی یخرج من بین شارب ولحیۃ لا یستعذب۔	جو نغمہ مونچھ اور داڑھی کے درمیان سے نکلتا ہو اس میں مٹھاس نہیں ہوتی۔

آخر میں نزول الماء کی بیماری میں مبتلا ہو کر اندھا ہو گیا تھا۔ جب اس سے کہا گیا کہ تم دنیا بھر میں موتیا کے علاج میں مشہور ہو، اپنی آنکھ کا علاج کر کرا لو تو اس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا۔

قد ابصرت من الدنیا حتی مللت منها۔	میں اتنی زیادہ دنیا دیکھ چکا ہوں کہ اب اس سے جی بھر گیا ہے۔

ابوبکر رازی نے مشرقی عالم اسلام میں فن طب و حکمت کی امامت کی اور اس فن کو زمین سے اٹھا کر آسمان پر پہونچا دیا۔ اسی کے زمانہ میں اسی کے ٹکر کے مسلمان اطباء مغربی دنیا میں تھے جو اندلس میں بیٹھ کر یورپ کے موجودہ فن طب اور ڈاکٹری کی تشکیل کر رہے تھے، اور جن کی تصنیفات پر یورپ کے موجودہ فن طب کی بنیاد ہے۔

تیرہ تیزی کی رسم

ہز ہائنس نظام حیدرآباد نے حسب معمول امسال (جولائی ۱۸۹۷ء) کو ایک خیرات صدقہ کی جس میں ایک ہاتھی، تیرہ پلہ غلہ، تیرہ من رینڈی کا تیل، تیرہ بھینسے، اور تیرہ ٹٹو، اور کچھ رقم نقد شامل تھا یہ خیرات ایک برہمن کو دی گئی جس نے ان تمام چیزوں کو فروخت کیا اور ان فروخت سے جو کچھ قیمت حاصل ہوئی اس کو اس نے اپنے طبقہ کے لوگوں میں تقسیم کیا۔ علی ہذا حیدرآباد کے صدر جیل خانے سے اس روز تیرہ قیدی رہا کئے گئے۔ اور ان کو دو دو روپیہ اور ایک ایک کمبل دیا گیا۔ [1]

یہ اب سے تقریباً ستر سال پہلے کے حیدرآباد کی ایک خبر ہے جس میں صفر کے مہینہ میں تیرہ تیزی کی جاہلانہ رسم کی ادائیگی اور نحوست ہٹانے کی رسم ادا کرنے کا بیان ہے۔ اسی قسم کی خرافتیں جب کسی ملک کے حکمراں اور بڑے لوگوں کی طرف سے ہوتی ہیں تو بیچارے عوام بھی انھیں کرتے ہیں اور ان کے کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ ایرانی اور مغل حکمرانوں نے اسی طرح اپنے دور میں بہت سی غیر اسلامی رسموں کو رواج دے کر خرافات پیدا کی تھی، جو عوام میں اس زمانہ سے رائج چلی آتی ہیں۔

اسلام کا یہ عجمی ایڈیشن ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے بہت مہنگا پڑا انھوں نے رواجی اسلام کو حقیقی اسلام سمجھ کر دل سے لگایا، اور اس کے لئے طرح طرح کے حالات سے دوچار ہوئے۔

---

[1] اردو اخبار ۲۲ جولائی ۱۸۹۷ء

علماء کی قدردانی :- امام الحدیث واللغت ابوعبید القاسم بن سلام زبردست عالم گذرے ہیں، بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں ان کی ایک تصنیف کتاب الاموال عام طور سے ملتی ہے، اس کے علاوہ بھی کئی کتابیں ہیں۔ ان کے حال میں لکھا ہے کہ:-

وکان اذا الف کتابا اهداه الی	جب وہ کوئی کتاب لکھتے تو عبداللہ بن طاہر
عبد الله بن طاهر فیحمل الیه مالا	کو اسے ہدیہ کرتے اور وہ اس کے بدلے میں
خطیرا۔ [1]	ان کے پاس بہت بڑی رقم بھیجا کرتا تھا

یہ ایک مثال ہے۔ ورنہ اسلامی علوم وفنون کی تاریخ میں ایسے بے شمار واقعات ہیں کہ علمائے اسلام کی کتابوں پر امرائے اسلام نے بے پناہ زر وجواہر کی بارش کی ہے۔ اور ابھی کل تک کی بات ہے کہ ہندستان میں ہمارے بڑے بڑے علماء کے قدرداں بڑے بڑے امراء ونوابین تھے۔ اور یہ اپنی اپنی جگہ پر کوشش کرتے تھے کہ وہ اس شرف کو زیادہ سے زیادہ حاصل کریں۔ بھوپال، حیدرآباد، ٹونک، رامپور وغیرہ کے رؤساء اور نوابین کے کارنامے اس سلسلہ میں کچھ کم نہیں ہیں۔

حضرت شیخ عبدالوہاب :- حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں حضرت شیخ عبدالوہاب بن شیخ عبدالقادر بڑے مقام ومرتبہ کے فقیہ اور مدرس وواعظ گذرے ہیں مشیخت وبزرگی میں اپنے خانوادہ کے گوہر شب چراغ تھے، شیخ عبدالوہاب کی ولادت سنہ ۵۲۲ھ میں ہوئی، ان کے والد محترم نے بچپن میں ابن البناء، قزاز، ارموی، اور ابوالوقت وغیرہ ائمہ حدیث سے احادیث کا سماع کرایا۔ اور فقہ کی تعلیم خود اپنے صاحبزادے کو دی، یہاں تک فقہ میں وہ بہت ماہر اور کامل ہو گئے، اور والد محترم کی زندگی ہی میں ان کے مدرسہ میں باپ کے قائم مقام بن کر درس دیا، اس وقت ان کی عمر بیس سال سے کچھ زائد تھی، شیخ عبدالوہاب بہت چست وچالاک، ذکی وفہیم تھے۔ طبیعت میں لطافت وظرافت بہت زیادہ تھی، بڑے ہنس مکھ بشاش اور خوش اخلاق تھے، گفتگو میں ظرافت ولطافت کی شیرینی ہوتی تھی، وعظ گوئی میں بھی اپنے والد محترم کی طرح بہت مشاق اور ماہر تھے۔ انداز بیان نہایت شگفتہ، الفاظ نہایت شستہ، اور طرز ادا نہایت حکیمانہ تھا، ساتھ ہی بڑے بامروت اور سخی مرد تھے۔ شیخ عبدالوہاب نے درس حدیث کو وظیفہ حیات بنا کر اپنے والد کے مدرسہ کو مرکز بنایا۔ ابن قطیعی اور ابن دبیثی جیسے مشاہیر علم وفن ان کی درس گاہ سے نکلے۔ سنہ ۵۹۳ھ میں بغداد

[1] ابن ندیم ص۱۰۶

میں فوت ہوئے اور شیخ عبدالدائم واعظ کے مزار کے قریب دفن ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

یہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ کے صاحبزادے حضرت شیخ عبدالوہاب کا تذکرہ ہے جس میں وہ فقیہ، محدث، مدرس، اور واعظ معلوم ہونے کے ساتھ ساتھ بغداد کے ایک ہنس مکھ بزرگ نظر آتے ہیں، اور ہر شخص کے ساتھ نہایت خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے، اور موقع بہ موقع تفریحی باتیں کیا کرتے تھے، شاہزادگی کی کوئی نشانی بھی ملتی ہے جس میں خاندانی غرور، متکبرانہ فخر اور شیخی و [illegible] ہوتا ہے، اگر پیرزادگی کوئی چیز ہوتی تو حضرت شیخ عبدالوہاب اپنے زمانہ کے سب سے بڑے پیرزادے ہوتے اور وہ رعب وداب دکھاتے کہ شاہ وشہنشاہ بھی ان کے سامنے ہیچ نظر آتے۔